درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط و ترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
نائب مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال

جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ماجاء فی معالی الأخلاق

بلند مرتبہ اخلاق کا بیان

○ حدثنا أحمد بن الحسن بن خراش البغدادی أخبرنا حبان بن هلال اخبرنا مبارک بن فضالة ثنی عبدربه بن سعيد عن محمد بن المنكدر عن جابر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ان من أحبكم إلى واقربكم منى ملجسا يوم القيمة الثرثارون و المتشدقون والمتفيهقون ـ قالوا : يا رسول الله قد علمنا الرثارين والمتشدقين فما المتفيهقون ؟ قال المتكبرون......

وفي الباب عن أبي هريرة .... هذا حديث حسن غريب من هذالوجه

الثرثارهو كثيرا الكلام..... والمتشدق هو الذی يتطاول على الناس في الكلام ويبذو عليهم .... وروی بعضهم هذاالحديث عن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم ولم يذكرفيه۔ عن عبدربه بن سعيد وهذا أصح

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے مجھ کو سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن مجھے سب سے زیادہ قریب مجلس اور نشست والے وہ ہوں گے' جو تم میں سے زیادہ اچھے اخلاق والے ہوں اور بیشک تم میں سے مجھے سب سے زیادہ مبغوض (نفرت کیا گیا) اور قیامت کے دن مجھ سے زیادہ دور' زیادہ باتیں کرنے والے اور تکلف سے فصاحت ظاہر کر کے بولنے والے اور دوسروں پر اپنے کلام کی حیثیت بڑھانے کے لئے منہ بھر کے بولنے والے (یعنی تکبر کرنے والے) ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ثرثارین اور متشدقین تو ہم جانتے ہیں' متفیھقین کون ہیں؟

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ تکبر کرنے والے ہیں۔ اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہوئی ہے۔ یہ حدیث اس طریق کے ساتھ حسن غریب ہے۔

ثرثار: زیادہ باتیں کرنے والے کو کہا جاتا ہے۔ اور متشدق وہ ہوتا ہے جو باتوں میں دوسروں پر بڑھ جاتا ہو' زبان درازی کرتا ہو اور فحش زبان استعمال کرتا ہو۔ اور بعض نے یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور اس میں "عن عبد ربه ابن سعيد" کا واسطہ ذکر نہیں کیا اور زیادہ صحیح بھی یہی ہے۔

توضیح وتشریح: اس باب میں بھی اخلاق حسنہ اور بلند مرتبے کے اخلاق کا بیان ہو رہا ہے۔ اور اخلاق حسنہ کی تفصیل ابواب البر والصلۃ میں مکمل طور پر بیان ہوئی ہے۔

عاشقان رسول ﷺ کیلئے موقع غنیمت: ان من أحبكم الي و أقربكم مني مجلسا

اس حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق حسنہ کی اہمیت اور درجہ ذکر فرمایا ہے۔ کہ تم میں سے مجھ کو دنیا میں سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن سب سے زیادہ قریب بیٹھنے کی جگہ پانے والے وہ ہوں گے۔ جو تم میں سے بہترین اخلاق والے ہوں۔ پس اخلاق حسنہ کی بدولت دنیا و آخرت کی فلاح ونجات کے ساتھ ساتھ دنیا میں پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کا شرف بھی حاصل ہوتا ہے' اور آخرت میں سردار دو جہان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں نشست ملنے کی سعادت بھی نصیب ہوتی ہے۔ پس عاشقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غنیمت کا موقع ہے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور قرب حاصل کرنے کے لئے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے بتلائے گئے آسان نسخہ پر عمل کریں کہ اپنے اخلاق کو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کی طرح بنانے کی کوشش کریں نیز ہر قول و فعل کو محبوب کی اداؤں کو اپنا کر عشق ومحبت کا لطف بھی حاصل کریں اور محبوب کو راضی کر کے قیامت کے دن قرب میں جگہ پالیں اور دیدار سے سرفراز ہوتے رہیں۔ پھر اس کے منفی پہلو کو جناب رسول اللہ ﷺ نے اس طرح بیان فرمایا:

وان من أبغضكم الي و أبعدكم مني يوم القيمة الثرثارون الخ:

اور تم میں سے مجھے سب سے زیادہ برے لگنے والے اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ دور ثرثارین' متشدقین اور متفیہقین ہوں گے۔ یہ دراصل برے اخلاق کی تفصیل ہے۔ یعنی بداخلاق لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ مبغوض ہیں اور قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ سے زیادہ دور ہوں گے۔ چنانچہ بیہقی کی ایک روایت میں اس طرح الفاظ آئے ہیں۔ و أبعدكم مني يوم القيمة مساويكم اخلاقا الثرثارون الخ۔ یعنی دنیا میں مجھے سب سے زیادہ مبغوض اور آخرت میں مجھ سے زیادہ دور تم میں سے برے اخلاق والے ہوں گے جیسے ثرثارون

(یعنی بلاضرورت زیادہ باتیں کرنے والے) الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ثرثاروں وغیرہ الفاظ دراصل برے اخلاق کی تشریح وتفصیل اوراس کے بعض اجزاء کا بیان ہے۔

الثرثارون: ثرثار کی جمع ہے۔ یہ ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو بلاضرورت زیادہ باتیں کرتے ہیں اور ہر قسم کے رطب ویابس اور بے ہودہ گوئی سے بھی احتراز نہ کرتے ہوں۔ جیسا کہ بعض لوگ ہنسی مذاق کے لئے قسم قسم کے خرافات بکتے ہیں اور بعض لوگ اتنا زیادہ بولتے ہیں کہ پوری مجلس میں اول سے آخر تک کسی اور کو بات کرنے کی نوبت نہیں آتی۔ پشتو زبان میں کہا جاتا ہے کہ "فلانے ڈیر ترخرے دے" "ڈیر ترتر کوی" میرے خیال میں یہ ترتر گویا دراصل "ثرثرۃ" سے نکل گیا ہے یعنی کثرۃ الکلام۔ زیادہ باتیں کرنا۔

واعظین ومقررین کیلئے لمحہ فکریہ: والمتشدقون۔ متشدق کی جمع ہے امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تفسیر کے مطابق متشدق اس کو کہا جاتا ہے کہ جو دوسرے لوگوں پر بات کرنے میں چڑھ آتا ہو۔ اوران کے ساتھ فحش گوئی بھی کرتا ہو۔ شدق دراصل منہ کے کونے (یعنی باچھوں) کو کہا جاتا ہے۔ گویا یہ تکلف کے ساتھ دوسروں سے زبان آوری کرتا ہو۔ اور منہ کھول کر تکلف کے ساتھ بھری بھری باتیں کرتا ہو گویا یعنی دونوں باچھوں سے بولتا ہے' تاکہ وہ اپنی باتوں سے حاضرین کو متاثر کرے اور حاضرین اس کی باتوں کی تحسین کریں۔ یہ بیماری اکثر واعظین حضرات کو لگی ہوئی ہے کہ اپنی باتوں کو پرکشش بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اور اکثر مزاحیہ باتوں سے وعظ ونصیحت کو مزین کرتے ہیں۔ جس سے سامعین ہنستے ہیں' ایسے واعظین کے وعظ ونصیحت سے مجلس کی رونق افزائی تو ہوتی ہے' اور لوگ خوش ہوتے ہیں کہ مولوی صاحب نے بڑی اچھی تقریر کی۔ لیکن اس سے لوگوں کی اصلاح نہیں ہوتی' کیونکہ اس تقریر اور بیان کا مقصد ہی مجلس کو مزین کرنا ہوتا ہے۔ لہذا جاہل عوام کو تو یہ تقریر اچھی لگتی ہے۔ لیکن اصلاح نفس کے اثر سے خالی ہوتی ہے۔ ایسے شعلہ بیان مقرر کے تین گھنٹے ولولہ انگیز تقریر کے بنسبت ایک تبلیغی بھائی جو صرف دس دن تبلیغ میں لگا کر چند باتیں سیکھ لیتا ہے۔ اور وہی چھ نمبروں کی مختصر سی بات عوام کے سامنے بیان کرتا ہے' یہ زیادہ موثر ہوتی ہے کیونکہ اس کے دل میں دین کی تڑپ ہوتی ہے۔ اور وہ خلق خدا کا ہدایت پانے کے لئے دردمند ہے۔ اس جذبے سے جو بات کہی جائے وہ دل پر اثر انداز ہوتی ہے اور دل اسکو قبول کر کے اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی عبادت کی طرف مائل ہوتا ہے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

جیسا کہ (غوئے ملا) کہتے تھے کہ ساری دنیا ویران ہوگی لیکن ہمارا گاؤں ترکئ (جو کہ ضلع صوابی کا ایک گاؤں ہے) قائم رہے گا" کیونکہ قرآن کریم میں ہے۔ وتر کوک قائماً۔ و العیاذ باللہ

اور متشدقون کا ایک معنی مستھزؤن سے بھی کیا گیا ہے یعنی دوسروں کیساتھ استہزاء اور ٹھٹھا کرنے والے۔ گویا کہ وہ بات کرتے وقت باچھوں کو ٹیڑا کر کے لوگوں کیساتھ استہزاء کرتا ہو' جس سے دوسروں کی تحقیر ہوتی ہے۔

و المتفیھقون: اس کی تفسیر حدیث میں متکبرون کے ساتھ کی گئی ہے۔ یہ لفظ فہق سے ماخوذ ہے اور فہق کے معنی ہے پُر کرنا اور کھولنا یعنی منہ کھول کر بھری بھری باتیں کرنے والے اور دوسروں پر اپنی بات بڑھانے کیلئے تکلف سے فصاحت ظاہر کر کے بولنے والے۔ گویا کہ یہ لفظ اور متشدقین کا معنی قریب قریب ہے تاہم اس میں دوسروں پر استعلاء اور اپنی بات کی حیثیت بڑھانے کا معنی ظاہر ہے۔ اس وجہ سے اس کی تفسیر حدیث میں "تکبر کرنے والے" کیساتھ کی گئی۔ وفی الباب عن أبی ھریرۃ: اس باب میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت جس کی طرف امام ترمذی رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے افادۂ خاص وعام کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔

طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

أن أحبکم إلی أحاسنکم اخلاقاً الموطئون اکنا فا الذین یألفون ویؤلفون وإن أبغضکم إلی المشاؤن بالنمیمة المفرقون بین الأحبة الملتمسون للبرأ العیب۔ (از تحفة الأحوذی) ترجمہ: تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو کہ اچھے اخلاق والے ہوں، نرم خو ہوں، اور وہ جو لوگوں کے ساتھ محبت کرتے ہوں۔ اور لوگ ان کے ساتھ محبت کرتے ہوں۔ اور تم میں سے مجھے زیادہ مبغوض (نفرت کیا گیا) وہ ہیں۔ جو چغل خوری کرتے ہوں، دوستوں کے درمیان تفرقہ اور توڑ ڈالتے ہوں، اور پاک اور نیک لوگوں میں عیب کی جستجو کرتے ہوں۔

باب ماجاء فی اللعن والطعن

لعنت بھیجنے اور عیب لگانے کا بیان

O حدثنا بندار اخبرنا أبوعامر عن کثیر بن زید عن سالم عن بن عمر قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم: لایکون المؤمن لعاناً۔ وفی الباب عن ابن مسعود ھذا حدیث حسن غریب۔ وروی بعضھم ھذا الحدیث بھذا الاسناد عن النبی صلی الله علیه وسلم وقال لاینبغی للمؤمن أن یکون لعاناً

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: مؤمن لعنت بھیجنے والا نہیں ہوتا" اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت آئی ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اور بعض نے اس حدیث کو اسی اسناد کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ لاینبغی الخ یعنی جائز نہیں ہے مؤمن کے لئے کہ وہ زیادہ لعنت بھیجنے والا بنے۔

توضیح وتشریح: لعن اور لعنت کا معنی ہے، رحمت سے دوری اور بُعد اور طعن کا معنی ہے نیزہ مارنا اور مجروح کرنا اور مراد اس سے یہ ہے کہ کسی پر عیب لگانا اور غیبت وغیرہ کرنا، پھر کافر پر لعنت کا مقصد یہ ہے کہ بالکلیہ رحمت سے دور اور

رحمت سے منقطع ہونا اور فاسق پر لعنت کا مقصد ہے۔ اس رحمت سے دور ہونا جو کہ مطیعین اور فرمانبرداروں کیلئے خاص ہے۔ اور یہاں لعن سے مراد ہے کسی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کی بددعا کرنا۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کو عام کردیا ہے دنیا میں تو کافر مسلمان، دوست اور دشمن سب کیلئے اللہ تعالیٰ کی رحمت عام ہے۔ پس مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ لعنت سے بددعا دینے کی عادت بنالے اور افراد کو لعنت سے بددعا دینے لگے۔ اور یہ ممنوعیت خاص اور معین اشخاص کے اعتبار سے ہے، پس عام اوصاف مذمومہ سے لعنت بھیجنا جائز ہے۔ مثلاً یہ کہنا کہ کافروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ یہود پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ یا کوئی خاص کافر جب یقین کے ساتھ کفر پر اس کو موت آئی ہو اس پر بھی لعنت بھیجنا جائز ہے جیسے فرعون اور ابوجہل۔ اور لعّان مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اور اس میں کثرت کا معنی ہے۔ پس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مومن زیادہ لعنت بھیجنے والا نہیں ہوتا۔ مبالغہ کا صیغہ اسلئے استعمال کیا گیا ہے کہ کبھی کبھار لعنت بھیجنے سے اکثر مومنین کے لئے بچنا مشکل ہے۔ یعنی کبھی لعنت بھیجنا اکثر مومنین سے صادر ہوتا ہے۔ ابن الملک نے کہا ہے کہ صیغہ مبالغہ لانے سے اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ ایک دو مرتبہ لعن بھیجنے والا اس مذمت میں داخل نہیں جو کہ اس حدیث میں کی گئی ہے۔

نوٹ: امام ترمذیؒ نے گزشتہ ابواب میں ایک باب قائم کیا ہے۔ باب ماجاء فی اللعنۃ اور اس میں عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کو متناً ذکر کیا ہے۔ جس میں لعّان اور طعّان دونوں کا ذکر ہے اور پھر یہ باب (باب ماجاء فی اللعن والطعن) قائم کیا جو کہ تکرار ہے نیز یہاں باب میں تو لعن اور طعن دونوں کو ذکر کیا لیکن متن حدیث میں صرف لعن کا ذکر ہے طعن ذکر نہیں لہٰذا اگر وہاں اس عنوان "ماجا فی اللعن والطعن" سے باب قائم کردیتے اور اس حدیث کو بھی وہاں نقل کردیتے تو بہتر ہوتا اور دوسرے باب قائم کرنے کی ضرورت نہ ہوتی اور مناسبت بھی اچھے طریقے سے قائم ہوجاتی۔ (از تحفۃ الأحوذی مع تغییر و زیادۃ)

باب ماجاء فی کثرۃ الغضب

زیادہ غصے کا بیان

O حدثنا ابو کریب أخبرنا ابوبکر بن عیاش عن أبی حصین عن أبی صالح عن أبی ھریرۃ قال: جاء رجل إلی النبی ﷺ فقال: علمنی شیئاً ولا تکثر علی لعلی أعیہ۔ قال: لاتغضب۔ فردد ذلک مراراً، کل ذلک یقول لا تغضب۔

وفی الباب عن أبی سعید وسلیمان بن صرد۔ ھذا حدیث حسن صحیح غریب من ھذا الوجہ۔ وأبو حصین اسمہ عثمان بن عاصم الأسدی۔

ترجمہ　حضرت ابوہریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرام (اے اللہ کے رسول ﷺ) مجھے کچھ سکھادے، لیکن مجھے زیادہ چیزیں نہ سکھائیں تاکہ میں یاد کرسکوں۔ تو رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: غصہ مت کرو' اس نے کئی بار اس سوال کو مکرر کیا۔ اور ہر مرتبہ رسول اللہ ﷺ یہی فرماتے تھے کہ غصہ مت کرو۔ اس باب میں حضرت ابوسعید اور سلیمان ابن صُرد سے بھی روایت آئی ہے۔۔۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اس طریق کیساتھ۔۔۔ اور ابو حصین جو ہیں ان کا نام عثمان بن عاصم اُسدی ہیں۔

توضیح وتشریح: اس باب میں غصہ کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ لیکن نفس غضب اور غصہ تو انسان کی فطرت اور جبلت میں موجود ہے۔ اس سے بالکلیہ بچنا انسان کے لئے محال ہے۔ اور اس کے بعض فوائد بھی ہیں۔ مثلاً اس خصلت کی بدولت انسان اپنے مال' جان اور آبرو کی حفاظت کرتا ہے۔ اور دین حق کے تحفظ کے لئے جہاد کرتا ہے' اور اس کے مخصوص اور محفوظ حقوق میں اگر کوئی مداخلت کرتا ہے تو اس کو غصہ آتا ہے اور یہ فوراً اپنے حقوق کے تحفظ اور دفاع کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور اسی قوت غضبی کے بدولت دوسرے لوگ بھی اس کے مخصوص حقوق میں دخل اندازی سے باز رہتے ہیں۔ کیونکہ ان کو یہ خوف لاحق ہوتا ہے کہ ایسا کرنے سے یہ غصہ ہو کر کوئی آفت نازل کرے گا۔ تاہم کثرت غصہ شنیع ہے' جس کی وجہ سے انسان بہت سے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے' اور بسا اوقات اس سے بڑا فتنہ وفساد برپا ہوتا ہے' پس زیادہ غصہ سے منع فرمایا۔

غضب کی تعریف: غصہ اور غضب خونِ دل کے جوش مارنے کو کہا جاتا ہے' یا ایک عارضہ ہے جسکے بدولت دل کا خون جوش مارنے لگتا ہے تاکہ تکلیف دہ اور ناپسندیدہ چیز کے واقع ہونے سے قبل اسے دفع کرلے۔ یا ایسی چیز کے واقع ہونے کے بعد اس کا انتقام لے لے۔

علمنی شیئاً: مجھے کچھ سکھادے' یعنی مجھے کوئی ایسی خاص چیز سکھادے جس میں دین اور دنیا کا فائدہ ہو اور اجر وثواب زیادہ جو کہ قرب الٰہی کا سبب بنے۔

ولا تکثر علی لعلی أعیہ: اور مجھے زیادہ چیزیں نہ سکھادے تاکہ میں یاد کرسکوں' یعنی میں زیادہ سبق یاد نہیں کرسکتا ہوں مجھے مختصر اور مفید سبق سکھادے تاکہ مجھے یاد کرنا آسان ہو۔

لاتغضب: غصہ مت کرو۔ اس آدمی کو رسول اللہ ﷺ نے غصہ نہ کرنے کا حکم فرمایا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ حضور ﷺ کو پہلے سے سائل کا حال معلوم تھا کہ یہ زیادہ غصہ کرتا ہے۔ گھر والوں کیساتھ' والدین بیوی' بچوں' بہن بھائیوں اور دیگر لوگوں کیساتھ ہروقت غضبناک رہتا ہے۔ معمولی معمولی بات پر غصہ ہو کر لڑتا جھگڑتا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ ہر آدمی کو اسکے حال کی مناسبت سے بہتر سے بہتر تعلیم دیتے تھے۔ اس وجہ سے اس کو غصہ نہ کرنے کا حکم فرمایا۔

فردد ذلک مراراً: سائل یہی سوال بار بار مکرر کرتا تھا تاکہ اس کے علاوہ اور بھی کچھ ارشاد فرمائیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ جواب میں صرف یہی ارشاد فرماتے تھے کہ غصہ مت کرو کیونکہ اس آدمی کے لئے یہی حکم دینا زیادہ ضروری تھا۔ پس تاکید کے ساتھ یہی حکم مکرر ارشاد فرمایا۔ نیز اس آدمی نے خود عرض کیا تھا کہ مجھے زیادہ سبق نہ سکھائیں۔ اسلئے اس آدمی کے حسب حال جو کچھ سکھانا سب سے زیادہ اہم تھا' صرف اسی کو تکرار وتاکید کیساتھ سکھایا۔